باب کے لیے انفرادی کوشش اور اجتماعی جد و جہد دونوں درکار ہے۔ اللہ کرے ہمیں اس کی توفیق نصیب ہو۔ آمین ثم آمین۔

مختصر یہ کہ زیر تعارف کتاب قرآنی آیات اور ان سے اخذ کردہ نکات کی روشنی میں مسئلہ ختم نبوت کو سمجھنے کے لیے بڑی اہمیت و افادیت کی حامل ہے۔ اسی کے ساتھ فتنۂ انکار ختم نبوت و قادیانیت کا ظہور و اس کا پس منظر، امتِ مسلمہ کو لاحق اس سے خطرات، اس چیلنج کے جواب کے لیے علمی و فکری سطح پر تیاری سے متعلق اس کتاب سے جو مختصر مگر جامع مواد فراہم ہوتا ہے وہ قابلِ قدر و لائقِ مطالعہ ہے۔ (ظفر الاسلام اصلاحی)

نام کتاب: کتاب تدبر (قرآنی مضامین کا مجموعہ)

مصنف: ابوسفیان اصلاحی

ناشر: پبلی کیشنز ڈویژن، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ

سن اشاعت: ۲۰۱۶ء

صفحات: ۳۴۵

قیمت: (غیر مندرج)

مصنفِ کتاب پروفیسر ابوسفیان اصلاحی ایک معروف اسکالر ہیں۔ مختلف موضوعات پر ان کے اردو مقالات ہندوپاک کے معروف و معتبر رسائل و جرائد میں پابندی سے شائع ہوتے رہتے ہیں۔ زیر تعارف کتاب ان کے ان قرآنی مقالات کا مجموعہ ہے جو اس سے قبل مختلف رسائل کی زینت بن چکے ہیں یا مختلف سیمینار میں پیش کئے جا چکے ہیں۔ اس میں کل پندرہ مقالات شامل ہیں۔ انہیں مطالعہ قرآن، تحقیقات، تفاسیر، تصانیف اور فراہیات کے عناوین کے تحت مرتب کیا گیا ہے۔

مقدمہ میں مصنف نے اختصار کے ساتھ کتاب کے مباحث کا جائزہ پیش کیا ہے۔ مطالعہ قرآن کے تحت عظیم ترین کتابِ ہدایت کے امتیازات پر روشنی ڈالتے ہوئے وہ لکھتے ہیں کہ ''یہ دنیا کے تمام انسانوں کو بغیر کسی تفریق کے صراطِ مستقیم پر لانے کی خواستگار

ہے'' (ص۵)۔تحقیقات کے تحت بالترتیب تین مضامین چہرہ کا پردہ قرآن وحدیث کی روشنی میں، تدریس قرآن غیر مسلمین میں اور تقاریر ندوی میں قرآنیات شامل ہیں۔مصنف نے پردہ سے متعلق مفسرین، محدثین اور فقہاء کرام کی آراء کو پیش کرتے ہوئے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ چہرہ اور ہاتھ کا پردہ نہیں ہے اور عورت اسلامی پردہ کو ملحوظ رکھتے ہوئے دنیا کے تمام کاموں میں حصہ لے سکتی ہے (ص۸۱)۔غیر مسلموں میں تدریس قرآن کو مفید اور ثمرآور بنانے کے لیے ضروری ہے کہ مدرس کی شخصیت مصفی ومزکی ہو، مسلم اور غیر مسلم دونوں میں قابل احترام ہو، عربی زبان وادب پر اس کی گہری نظر ہو، اس کے لب ولہجہ میں حسن ہو اور اپنے جذبات وافکار کی ترجمانی پر قدرت کاملہ ہو، اس کا انداز مناظرانہ و معاندانہ نہ ہو، عصری تقاضوں سے بخوبی واقف ہو اور عالمی وملکی مسائل اس کی نظر میں ہوں۔اسی طرح غیر مسلمین میں تدریس کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ اسے سنسکرت اور ہندی زبان پر عبور ہو نیز ان آیات کا انتخاب کیا جائے جن میں ترحم، مواخاۃ اور انسانی ہمدردی کے مسائل بیان کئے گئے ہوں اور ان قرآنی تعلیمات کو نمایاں کیا جائے جن میں قتل وغارتگری اور فتنہ وفساد پر تنقید کی گئی ہے۔غیر مسلمین کے درمیان تدریس قرآن کا دائرہ وسیع کرنے کے لئے مصنف نے یہ تجویز بھی پیش کی ہے کہ ان کے اسکالرز کے درمیان قرآن کریم کے کسی موضوع پر تحریری یا تقریری مسابقہ کا اہتمام کیا جائے اور جدید ذرائع ابلاغ کا بھی استعمال کیا جائے۔تقاریر ندوی میں قرآنیات کے تحت مصنف نے یہ واضح کیا ہے کہ مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ کی قرآنی مفردات پر گہری نظر تھی۔مولانا مرحوم کی تقاریر کی ایک امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ وہ زیادہ تر قرآنی افکار وتعلیمات پر مبنی ہوتی تھیں۔مصنف کے خیال میں ان کی تقاریر کی ندرت بیانی، بذلہ سنجی، الفاظ وتراکیب کی جلوہ آرائیاں اور سلاست ورعنائی کے دلکش مناظر کی صرف ایک وجہ ہے اور وہ ہے قرآن کریم۔

تفاسیر کے ذیلی عناوین کے تحت بالترتیب چار مقالات فیضی کی سواطع الالہام، فروغ اردو میں ترجمان القرآن کا کلیدی کردار، مقدمہ تفسیر فصل الخطاب-تنقیدی تجزیہ اور میزان القرآن-تحلیل وتجزیہ شامل ہیں۔فیضی کی سواطع الالہام سے متعلق مصنف کا یہ تبصرہ

درحقیقت علامہ شبلی کی صدائے بازگشت ہے کہ ''اسے صرف ہم نادر روزگار تو ضرور قرار دے سکتے ہیں لیکن تفسیری حیثیت سے اس کا کوئی مقام و مرتبہ نہیں ہے.....اسے ادب ولغت کی رو سے قدرت زبان، ندرت فکر اور ابداع و ابتکار کا شاہکار ضرور قرار دیا جاسکتا ہے لیکن تفسیر قرآن ہرگز نہیں (ص ۱۱۹-۱۲۰)۔ مصنفِ محترم کے بیان کے مطابق صاحبِ ''ترجمان القرآن'' مولانا ابوالکلام آزاد کو ایک صاحب طرز ادیب ہونے کی حیثیت حاصل ہے۔ انہوں نے اپنے انداز بیان، الفاظ وتراکیب، تعبیرات وتشبیہات اور ندرت فکر سے اردو زبان کو مالا مال کیا ہے۔ اس بحث میں اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ ترجمان القرآن نے اردو زبان کی ترویج واشاعت میں اساسی کردار ادا کیا ہے۔ مصنف نے اس کے ثبوت میں ترجمان القرآن کے بعض ادبی شہ پارے پیش کئے ہیں جن سے واضح ہوتا ہے کہ اس تفسیر نے اردو کے دامن کو یاقوت و مرجان سے مالا مال کردیا ہے۔ تفاسیر کے تحت تیسرے مقالہ میں شعبۂ دینیات (شیعہ) علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے سابق استاذ مولانا سید علی نقی النقوی کے مقدمہ تفسیر کا تفصیلی تعارف پیش کیا گیا ہے اور یہ واضح کیا گیا ہے کہ قرآنیات سے متعلق شیعی مآخذ سے استفادہ کرتے ہوئے اس تفسیر میں شیعی مسلک کو افضل قرار دینے کی کوشش کی گئی ہے (۱۵۸)۔ البتہ یہ اہم بات ہے کہ شیعی نقطۂ نظر کی وکالت کرنے کے باوجود مولانا نے اپنی زبان اور قلم کو بھٹکنے نہیں دیا ہے ۔ چوتھے مقالہ میں پروفیسر الطاف احمد اعظمی کی تفسیر میزان القرآن (جلد اول) کا تجزیہ کیا گیا ہے۔ اس جلد میں اصول تفسیر پر تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے۔ مصنف کے خیال میں اس کے مباحث زیادہ تر مولانا فراہی اور مولانا اصلاحی سے مستفاد ہیں۔ تاہم اس میں بہت سے ایسے نئے نکات پیش کیے گئے ہیں جو تدبر قرآن اور فہمِ قرآن کے باب میں انتہائی نفع بخش ہیں (ص ۱۶۶)۔ مزید برآں اس مقالہ میں تراجم قرآن، ترجمہ میزان القرآن، تفسیری آراء، مفردات القرآن، عبرانی الفاظ کے ذیلی عناوین کے تحت بھی مفید بحثیں پیش گئی ہیں۔

تصانیف کے تحت تین مقالات شامل ہیں۔ اس میں مولانا اخلاق حسین قاسمی کی کتاب ''مولانا آزاد کی قرآنی بصیرت''، مولانا امین احسن اصلاحی کی ''مبادیٔ تدبر قرآن''